ڈاکٹر مظہر معین
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی
جامعہ پنجاب لاہور

علم الحدیث میں سخاوی کا مقام و خدمات

نویں صدی ہجری میں مصر کے معروف اور جلیل القدر عالم و مصنف شمس الدین السخاوی (۸۳۱ - ۹۰۲ھ) جامع الحیثیات شخصیت ہیں اور مختلف شعبہ ہائے علم میں بیک وقت تخصص و تفوق کے حامل ہیں تاہم بنیادی طور پر ان کا مجال تخصص حدیثِ نبویؐ ہے اور انہیں اس شعبۂ علم سے ہمیشہ خصوصی تعلقِ خاطر اور دلچسپی رہی -

علم حدیث کے جملہ فنون سے السخاوی کماحقہ واقفیت رکھتے ہیں - روایت و درایت ، اسماء الرجال ، جرح و تعدیل اور دیگر پہلوؤں سے ان کی ذخیرہ حدیث پر گہری نظر ہے - اس سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے نویں صدی ہجری کے جلیل القدر محدثین سے علمِ حدیث حاصل کیا جن میں مصر ، حجاز ، شام اور دیگر بلاد و امصار کے ممتاز و اجل محدثین شامل ہیں - الشوکانی علم حدیث میں ان کے مقام و مرتبہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں :

” و أخذ عن مشایخ عصره بمصر و نوا حیها حتی بلغوا أربعمائة شیخ ثم حج و أخذ عن مشائخ مكة و المدینة ثم عاد الی وطنه و ارتحل الی الاسكندریة والقدس والخلیل و دمیاط و دمشق و سائر جهات الشام و مصر و برع فی هذا الشان وفاق الأقران و حفظ من الحدیث ما صاربه

متفرداً عن أهل عصره ۔"[۱]

علم حدیث کے سلسلے میں السخاوی کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ رہی کہ انہیں نویں صدی ہجری کے عظیم ترین محدث علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کا تلمیذ خاص ہونے کا شرف حاصل ہے جس کے تلمذ دائم کے علاوہ جوار سکونت نے گویہ گردش لیل و نہار سے قطع نظر انہیں برسوں استفادہ خصوصی کا موقع فراہم کیا حتیٰ کہ ابن حجر عسقلانی نے ان کے بارے میں تعریف و توصیف اور تعلق خصوصی کے وہ کلمات ارشاد فرمائے جو کسی اور شاگرد یا ہم عصر کو ان سے حاصل نہ ہو پائے۔

" و کان شیخه شیخ الاسلام ابن حجر یحبه و یثنی علیه و ینوه بذکره و یعترف بعلو فخره و یرجحه علی سایر جماعته المنسوبین الی الحدیث و صناعته و کان من دعواته له قوله : و الله المسئول أن یعینه علی الوصول الی الحصول حتی یتعجب السابق من اللاحق ۔"[۲]

ابن حجر عسقلانی جیسے عظیم محدث کی جانب سے السخاوی کی علمیت کا اعتراف اور ان پر خاص نظر کرم السخاوی کی عظمت کی کافی دلیل ہے۔ خود ابن حجر عسقلانی کا مقام علم حدیث میں کس قدر بلند ہے اس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ دیگر خدمات اور کارناموں کے علاوہ امام محمد بن اسمعیل البخاریؒ کی "الجامع الصحیح" المعروف بہ"صحیح البخاری" کی شرح "فتح الباری" کا مصنف ہونے کی حیثیت سے اندلس سے ترکستان اور فارس و برِ صغیر سے جنوب مشرق ایشیا تک فنِ حدیث میں ان کی عظمت و علمیت کی شہادت گزشتہ پانچ سو برس سے زائد عرصہ سے پورا عالم اسلام دیتا چلا آیا ہے اور علمائے حدیث کے ہاں یہ بات مسلمہ ہے کہ "فتح الباری" سے بہتر صحیح بخاری کی شرح آج تک نہیں لکھی جا سکی۔ اگرچہ شروح بے شمار لکھی گئیں اور آئندہ بھی لکھی جاتی رہیں گی۔ اگر برِ صغیر میں علامہ سید انور شاہ کاشمیریؒ کی شرح "فیض الباری" نے قبول عام حاصل کیا اور بلادِ عرب میں بھی ممتاز و مستند گردانی گئی تو اس نقش ثانی کے مصنف نے بھی

علامہ ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری سے بطور خاص اور دیگر کتب سے بالعموم استفادہ کیا اور حقیقت یہ ہے کہ قیامت تک صحیح بخاری کی جتنی بھی شروح لکھی جاتی رہیں گی ان میں فتح الباری اور اس کے مصنف سے صرفِ نظر کر کے کوئی کوشش مکمل نہ سمجھی جا سکے گی ۔ اس پس منظر میں السخاوی کے علم حدیث میں مقام اساسی اور عظمت حقیقی کے تعین کے لیے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنے علوم الحدیث کا وارث اور اپنا تلمیذ خاص السخاوی کو قرار دیا ۔

علم حدیث میں السخاوی کی وسعت و دقتِ نظر کا اندازہ لگانے کے لیے ان کے چار سو سے زائد اساتذہ میں سے معروف اساتذہ کی فہرست پر ایک نظر ڈال لینا ہی کافی ہے جن سے السخاوی نے علم حدیث اور دیگر علوم حاصل کیے نیز جن اصحاب نے سخاوی سے علم حدیث میں اخذ و استفادہ کیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ ابن حجر عسقلانی کے بعد نویں صدی ہجری میں بالخصوص اور بعد کے ادوار میں بالعموم اس مقام و مرتبہ کا حامل محدث کم ہی ملتا ہے ، جس کسی نے بھی السخاوی کی علم حدیث سے متعلق تصانیف بالخصوص ”القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع“ اور ”ارتیاح الاکباد بارباح فقد الاولاد“ کا مطالعہ کیا ہو اسے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ علم حدیث کے ذخیرہ پر ان کی نظر کتنی وسیع اور دقیق ہے پھر جس طرح وہ روایات کے بیان ، ان کے حسن و قبح کے اظہار اور بعض کو بعض پر ترجیح دینے کے سلسلے میں حافظہ کی مدد سے مسلسل حوالہ ہائے کتب وغیرہ نقل کرتے ہیں وہ اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ علم حدیث ان کا اوڑھنا بچھونا اور مقصد حیات بن چکا تھا ۔ ابن العماد بحیثیت محدث ان کے مقام و مرتبہ کے بارے میں لکھتے ہیں :

” انتھی الیہ علم الجرح و التعدیل حتی قیل لم یکن بعد الذھبی احد سلک مسلکہ ۔“[۳]

نیز ان کی علم حدیث میں وسعت معرفت کے سلسلے میں لکھتے ہیں :

" و أما مقروءاته و مسموعاته فكيثرة جداً لاتكاد تنحصر ۔"[۴]

علمِ حدیث میں ان کے تلامذہ بے شمار ہیں ۔ ابن العماد لکھتے ہیں :

" و أخذ عنه من لا يحصى كثرة ۔"[۵]

العیدروسی لکھتے ہیں :

" و اخذ عنه من الخلائق مالا يحصى كثرة ۔"[۶]

ابن ایاس علم حدیث میں ان کی عظمت و تخصص کے بارے میں یوں رقمطراز ہے :

" كان عالما فاضلاً بارعا فى الحديث ۔"[۷]

شیخ جار اللہ بن فہد کا کہنا ہے :

" و لقد والله العظيم لم أرفى الحفاظ المتأخرين مثله ، و يعلم ذلك كل من اطلع على مؤلفاته او شاهده و هو عارف ، فقيه ، منصف فى تراجمه ، و رحم الله جدى حيث قال فى ترجمته : ولا اعلم من يعرف علوم الحديث مثله ولا اكثر تصنيفا ولا احسن ، ولذلك اخذها عنه علماء الآفاق من المشائخ و الطلبة و الرفاق ، وله اليدالطولى فى المعرفة بالعلل واسماء الرجال واحوال الرواة والجرح و التعديل و اليه يشار فى ذلك ۔"[۸]

آگے چل کر العیدروسی نقل کرتے ہیں :

" و لقد مات فن الحديث من بعده وأسف الناس على فقده ولم يخلق بعده مثله ۔"[۹]

حجاز کے مشہور عالم و محدث تقی بن فہد الہاشمی ان کے بارے میں فرماتے ہیں :

” زین الحفاظ و عمدة الأیقاظ شمس الدنیا والدین ممن اعتنی بخدمة حدیث سید المرسلین و اشتہر بذلک فی العالمین علی طریقة أهل الدین و التقوی فبلغ فیه الغایة القصوی ۔“[١٠]

تقی بن فہد کے بیٹے علامہ عمر جو خود بھی جلیل القدر عالم ہیں اور جنہوں نے السخاوی سے استفادہ کیا فرماتے ہیں :

” شیخنا الامام العلامة الأوحد الحافظ الفهامة المتقن العلم الزاهر و البحر الزاخر عمدة الحفاظ و خاتمتهم من بقاؤه نعمة یجب الاعتراف بقدرها و منة لا یقام بشکرها وهو حجة لا یسع الخصم لها الجحود و آیة تشهد بأنه امام الموجود و کلامه غیر محتاج الی شهود و هو و الله بقیة من رأیت من المشائخ و أنا و جمیع طلبة الحدیث بالبلاد الشامیة و البلاد المصریة و سائر بلاد الاسلام عیال علیه و و الله ما أعلم فی الوجود له نظیر ۔“[١١]

نویں صدی ہجری کے انتہائی معروف حنفی عالم و محدث الزین قاسم الحنفی السخاوی کے بارے میں فرماتے ہیں :

” الوصف بالواصل الی دقائق هذا الفن و الجلیله و المروی فیه من الصدی جمیع غلیله :

تلقف العلم من أفواه مشیخة
نصوا الحدیث بلامین ولا کذب

فما دفاتره الا خواطره
یملیک منها بلا ریب ولا نصب

وهو الذی لم یزل قائما من السنة بأعبائها ناصباً نفسه لنشرها وأدائها محققاً لفنونها و مضمون عیانها مع قلة المعین و الناصر و المجاری له فی هذا العلم و المذاکر لا یفتر عن ذلک طرفة عین ولا یشغل نفسه بغیبة ولامین ۔"[۲]

شام کے عظیم عالم و محدث أبوذر بن البرهان الحلبی کہتے ہیں :

"مولانا و شیخنا العلامة الحافظ الأوحد قدم علینا حلب فأفاد وأجاد و کان الله له ۔"[۳]

علامہ البرہان البقاعی کہتے ہیں :

"ان ممن ضرب فی الحدیث بأوفر نصیب و أوفی سهم مصیب المحدث البارع الأوحد المفید الحافظ الامجد ۔"[۴]

محدثین عظام میں سے اس دور کے معروف حنبلی عالم العز الحنبلی نے بھی السخاوی کی بڑی تعریف و توصیف کی ہے اور حدیث میں ان کے مقام و مرتبہ کا اعتراف کیا ہے ۔ الزین رضوان اور التقی القلقشندی نے بھی العز الحنبلی کی رائے سے اتفاق کیا ہے ۔ السخاوی کے بارے میں فرماتے ہیں :

"الامام العلامة الحافظ الأستاذ الحجة المتقن المحقق شیخ السنة حافظ الأمة امام العصر أوحد الدهر مفتی المسلمین محی سنة سید الأولین أبقاه الله للمعارف علماً و لمعالم العلم اماما مقدما وأحیا بحیاته الشریفة مآثر شیخه شیخ الاسلام و جعله خلفا عن السلف الأئمة الأعلام

ویحرسه من حوادث الزمان و غدره و یأمنه من کید العدو و مکره برسوله صلی الله علیه وسلم ۔"[۱۵]

قاضی القضاۃ العلم البلقینی نے یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے :

" الشیخ الفاضل العلامۃ الحافظ جمع فأوعي واهتم بهذا الفن ولم یزل له یرعي ۔"[۱۶]

نویں صدی ہجری کے عظیم صاحب علم و ادب الشہاب الحجازی نے انہیں جو خراج تحسین پیش کیا وہ نادر المثال ہے :

" الامام العلامۃ حافظ عصره و مسند شامه و مصره هو بحر طاب موردا و سید صار لطالبی اتصال متون الحدیث علی العالین سندا بل هو لعمری عین فی الأثر و ماراه أحد ممن سمع به الاقال قد وافق الخُبر الخبر لقد أجاد النقل من کلامی الله ورسوله القدیم والحدیث وسارت بفضله الرکبان و بالغیث بالسیر الحثیث ۔"[۱۷]

آگے مزید فرماتے ہیں :

" فلو راه صاحب الجامع الصحیح رفع مناره و قدمه للامامۃ و قال هذا مسلم علی الحقیقۃ و زاد فی تعظیمه و اکرامه و لو أدرکه الحافظ الذهبی لم یتکلم معه الا بالمیزان أو البرهان القیراطی لرجح ماقاله و علم أن بلدته قیراط بالنسبۃ عند تحریر الاوزان و لحقه المزی ولی هربا بعد مالم أطرافه أوعاینه صاحب الذیل ملا ردته من هذه الفوائد التی لیس له بها طوق و طلب اسعافه لعم هو المأمول فی الشدۃ و الرخاء والملیٔ من الفوائد و السخي بها ولا بدع اذ هو من أهل سخا ۔"[۱۸]

اس دور کے مشہور عالم و فقیہ الشرف المناوی فرماتے ہیں :

" لما أشرف علم الحدیث علی الاندراس من التدریس حتی لم یبق منہ الا الأثر و الانفصال من التألیف حتی لم یبق منہ الا الخبر انتدب لذلک الأخ فی اللہ تعالی الامام العالم العلامۃ و الحافظ الناسک الالمعی الفھامۃ الحجۃ فی السنن علی أھل زمانہ و المشمر فی ذلک عن ساعد الاجتھاد فی سرہ و اعلانہ فجد بجد فی حفظ السنۃ حتی ھجر الوسن و ھاجر بعزم فیھا حتی طلق الوطن وأروی العطاش من عذب بحر السنۃ حتی ضرب الناس بعطن ۔"[۱۹]

علامہ السراج العبادی نے بھی السخاوی کی مہارت فی الحدیث کی بڑی تعریف و توصیف کی ہے :

" ھو الذی انعقد علی تفردہ بالحدیث النبوی الاجماع و أنہ فی کثرۃ اطاعہ و تحقیقہ لفنونہ بلغ مالا یستطاع و دونت تصانیفہ و اشتھرت و ثبتت سیادتہ فی ھذا الفن النفیس و تقررت ولم یخالف أحد من العقلاء فی جلالتہ و وفور ثقتہ و دیانتہ و أمانتہ بل صرحوا بأجمعھم بأنہ ھوالمرجوع الیہ فی التعدیل و التجریح و التحسین و التصحیح بعد شیخہ شیخ مشایخ الاسلام ابن حجر ۔"[۲۰]

حنفی فقیہ و محدث علامہ سعد الدین ابن الدیری سخاوی کے بارے میں فرماتے ہیں :

" الامام الفاضل المحدث الحافظ المتقن ۔"[۲۱]

اس دور کے مشہور اہل علم و ادب علامہ البرہان الباعونی کی رائے سخاوی کے بارے میں درج ذیل ہے :

"الشيخ الامام الحائز لأنواع الفضل على التمام الحافظ لحديث النبي عليه أفضل الصلاة والسلام أمتع الله بحياته و أعاد على المسلمين من بركاته هو الان من الافراد فی علم الحديث الذی اشتهر فيه فضله و ليس بعد شيخ الاسلام ابن حجر فيه مثله و قد حصل الاجتماع بخدمته و الفوز ببركته و الاقتباس من فوائده و الاستمتاع بفرائده ـ"۲۲

قاضی شام علامہ احمد بن محمد الولوی نے السخاوی کے بارے میں یوں اظہار خیال کیا ہے :

"من انعقد الاجماع على أنه أمسى كالجوهر الفرد و أصبح فی وجه الدهر كالغرة حتی صارت الدرر مع جواهره كالذرة بل جواد جوده شهد له جريانه بالسبق فی ميدان الفرسان و حكم له بأنه هو الفرع الذی فاق أصله البديع بالمعانی ولا حاجة للبيان أضاء هذا الشمس فاختفت منه كواكب الدراری كيف لا وقد جاءه الفيض بفتح الباری فهو نخبة القمر و الدهر و عين القلادة فی طبقة الجود لأنه عين السخاء و زيادة فبدايته لها النهاية و منهاجه أوضح الطرق الی الغاية وهو الخادم للسنة الشريفة و الحاوی لمحاسن الاصطلاح والنكت المنيفة فبهجته زهت بروضتها و روضته زهت ببهجتها ـ"۲۳

قاضی مصر البدری نے السخاوی کے بارے میں ان کی ایک تصنیف پر اظہار رائے کرتے ہوئے ان کی شخصیت و علمیت کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے :

" و کیف لاو امامة مؤلفه فی فنون الحدیث النبوی لاتنکر و تقدمه فیه لیس بشاذ ولا منکر بل هو باستفاضته أشهر من أن یقال و یذکر و حفظه للرجال و طبقاتهم و مراتبهم مما فیه علی أهل عصره و تصانیفه الیها النهایة فی الشهادة له بمزید علوه و فخره و استحضاره للاسانید و المتون من أمهات الکتب لا یدرک قرار بحره و معرفته بمظان مایلتمس منه فی جمیع فنونه و ابراز المخدرات من مخبأت عیونه یقتصر عن بیان الامر فیه المقال ولا یحصر ذلک المثال فقد حاز قصب السبق فی مضماره و میز صعاب القشر من لبابه بجودة قریحته و بنات أفکاره بحیث صار هو الکعبة و الحجة فی زمانه و شهد له الحفاظ بالتقدم علی الشیوخ فضلا عن أقرانه ـ"[۲۳]

سخاوی کے بارے میں علامہ التقی الحصنی الشافعی فرماتے ہیں :

" أصبح به رباع السنة المصطفویة معمورة الاکناف والعرصات و ریاض السلة الحنیفیة معطورة الاکمام و الزهرات قد صعدذری الحقائق بأقدام الافکار و نور غیاهب الشکوک بأنوار الاثار ، قارع عن الدین فکشف عنه الفوارع و الکروب و سارع الی الیقین فصرف عنه العوادی والخطوب و اذا قرع سمعک مالم تسمع به فی الاولین فلا تسرع وقف وقفة المتأملین و قل سمعاند فأت بمثله ان کنت من الصادقین فالله تعالی یغمره بجزیل بره فی سائر أوقاته و یعصمه بالسداد فی حرکاته و سکناته و یبوئه من الفردوس الأعلی أعلی درجاته بمحمد و آله و أصحابه

و ازواجہ و ذریاتہ ۔"[۲۵]

علامہ الشہاب بن صالح جو اس دور کے عظیم عالم اور منفرد و ممتاز ادیب ہیں ، سخاوی کے بارے میں نثر و شعر میں شاندار طریقے پر کام کرتے ہیں :

" ھو الحافظ الذی تمکن من الحدیث درایۃ و روایۃ فاطلع و روی و تضلع و ارتوی و أعان نفسہ نفسہ حیث طال فطاب علی غوص ذلک البحر و النعم المعین و أمدہ مدیدہ بالجوھر الثمین فحبذا ابن معین جمع ماتفرق عن فنون الاصطلاح فحکی ابن الصلاح بل أربی بنخبۃ الفکر فی مصطلح أھل الاثر بل جلی کعبۃ فضل لوجہہا ابو شیخہ تہیب النطق حتی قیل ذا حجر فکأنی عنیتہ بقولی فی شیخہ شیخ الحدیث قدیماً اذ نثرت علیہ عقد مدحی نظیماً :

وقد حفظ اللہ الحدیث بحفظہ ۔ فلا ضائع الا شذی منہ طیب

و ما زال یملأ الطرس من بحر صدرہ
لآلیء اذ یملی علینا و نکتب

جعل اللہ تعالی فی مصربہ موطنا لہذا العلم حتی تضاھی بغداد دار السلام و أثابہ فی الاخری جنۃ النعیم دارالسلام و رفع بہا درجاتہ عدد ما کتب و سیکتب فی الصحف المکرمۃ من الصلاۃ علی الحبیب الشفیع والسلام ۔"[۲۶]

استاذ جلیل التقی الشمنی فرماتے ہیں :

" امام المحدثین حافظ العصر شیخ السنۃ النبویۃ و محررھا و حامل رایۃ فنونہا و مقررھا من صار الاعتماد علیہ و الرجوع فی کشف المعضلات الیہ أمتع اللہ بفوائدہ

و اجراه علی جمیل عوائده ۔"[۲۷]

علامہ سخاوی کو تمام اہم کتب حدیث کی روایت کی اپنے شیوخ سے اجازت حاصل تھی اور ذخیرۂ حدیث کے سلسے میں کیفیت اور کمیت ہر دو حوالوں سے وہ اپنے دور کے عظیم ترین محدثین میں سے تھے ۔ مرویات اور کتب احادیث کے حوالے سے العیدروسی ان کے بارے میں تفصیل سے تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں :

"و اجتمع له من المرویات بالسماع و القراءة مایفوق الوصف ، و هی تتنوع انواعاً تنیف علی العشر حسبما ذکره مستوفی فی ترجمته من تاریخه و اعلی ما عنده من المروی ما بینه و بین الرسول صلی الله علیه وسلم بالسند المتماسکة فیه عشرة انفس و اکثر منه ۔ واصح ما بین شیوخه و بین النبی صلی الله علیه وسلم ، فیه العدد المذکور ، وا تصلت له الکتب الستة و کذا حدیث کل من الشافعی ، و احمد ، و الدارمی بثمانیة و سائط ، و فی بعض الکتب الستة کأبی داؤد من طریق آخر و ابواب فی النسائی ما هو "سبعة" بتقدیم "المهملة" واتصل له حدیث مالک و أبی حنیفة بتسعة بتقدیم "المثناة ۔"[۲۸]

علم حدیث کے سلسلے میں السخاوی کی بعض تصانیف کے نام درج ذیل ہیں جن سے کیفیت و کمیت ہر دو لحاظ سے بحیثیت محدث ان کے مقام و خدمات کے ادراک میں مزید مدد ملتی ہے :

۱۔ فتح المغیث بشرح ألفیة الحدیث
۲۔ القول البدیع فی الصلاة علی الحبیب الشفیع
۳۔ عمدة الأصحاب فی معرفة الألقاب

٤- النكت على الالفية

٥- شرح التقريب للنووى

٦- بلوغ الامل بتلخيص كتاب الدارقطنى فى العلل

٧- تكملة تلخيص شيخنا للمتفق و المفترق

٨- تكملة شرح الترمذى للعراقى

٩- حاشية فى اماكن من شرح البخارى لشيخه

١٠- اقرب الوسائل بشرح الشمائل النبوية للترمذى

١١- القول المفيد فى شرح العمدة لابن دقيق العيد

١٢- الاحاديث المتباينة المتون والاسانيد

١٣- الجواهر المكللة فى الاخبار المسلسلة

١٤- بغية الراوى بمن اخذ عنه السخاوى

١٥- عشاريات الشيوخ

١٦- تخريج اربعى النووى

١٧- تخريج احاديث العادلين لابى نعيم وغيرها

١٨- القول البار فى تخريج شيخنا للاذكار

١٩- ما فى البخارى من الاذكار

٢٠- ترتيب الشيوخ للطبرانى

٢١- ترتيب ما فى المدارك للقاضى عياض[٢٩]

شمس الدین السخاوی بحیثیت محدث اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے نہ صرف حرمین شریفین میں متعدد بار طویل قیام و مجاورت اور تدریس و افادہ کی سعادت حاصل کی بلکہ ان کی وفات بھی مدینہ منورہ میں ہوئی۔ منبع و مرکز حدیث خاتم النبیین ؐ کے روضہ مبارکہ کے قریب ان کی صلاۃ الجنازۃ ادا کی گئی اور جنت البقیع میں امام المحدثین امام دارالھجرۃ حضرت مالک ؒ بن انس ؓ کے جوار میں تدفین عمل میں آئی۔

مستند حوالہ جات کی رو سے شمس الدین السخاوی ۹۰۲ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ اکثر مؤرخین نے سن وفات اور مقام وفات دونوں کا ذکر کیا ہے۔ بعض نے ان کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے صرف سن وفات درج کیا ہے اور بطور مجموعی قدیم و جدید مؤرخین کے بیانات کی رو سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ سخاوی ۹۰۲ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ سخاوی کے معاصر جلال الدین السیوطی ان کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مات فی شعبان سنة اثنتین و تسعمائة۔"[۳۰]

مشہور مؤرخ ابن ایاس ۹۰۲ھ کے واقعات کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

"و فیه جاءت الاخبار من المدینة المشرفة علی صاحبها أفضل الصلاة و التسلیم بوفاة الحافظ شمس الدین السخاوی۔"[۳۱]

ابن العماد نے وفاۃ السخاوی کی تفصیلات یوں درج کی ہیں:

"وتوفی بالمدینة المنوره علی ساکنها الصلاة والسلام یوم الأحد الثامن و العشرین من شعبان و صلی علیه بعد صلاة الصبح فی یوم الاثنین وقف بنعشه تجاه الحجرة الشریفة و دفن بالبقیع بجوار مشهد الامام مالک۔"[۳۲]

حاجی خلیفة نے مختصراً ۹۰۲ھ میں وفات کا تذکرہ یوں کیا ہے :

"شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی المتوفی سنة اثنتین و تسعمائة ـ"[33]

البغدادی نے سن و مقام وفات کا تذکرہ یوں کیا ہے :

"توفی مجاوراً بالمدینة المنورة سنة ۹۰۲ اثنتین و تسعمائة"[34]

خیر الدین الزرکلی "السخاوی (۸۳۱-۹۰۲ھ/۱۴۲۷-۱۴۹۷م)" کے زیر عنوان لکھتے ہیں :

"و مولده فی القاهره و وفاته بالمدینة ـ"[35]

عمر رضا کحالة نے "محمد السخاوی (۸۳۱-۹۰۲ھ/۱۴۲۷-۱۴۹۷م)" کے زیر عنوان ولادت و وفات کا یوں ذکر کیا ہے :

"ولد بالقاهرة فی ربیع الاول و توفی بالمدینة ـ"[36]

یوسف الیان سرکیس نے وفات کا اندراج یوں کیا ہے :

"توفی بالمدینة النبویة سنة ۹۰۲ھ ـ"[37]

ان تمام اقوال ، آراء اور کتب کے حوالہ سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ شمس الدین السخاوی کا شمار نہ صرف نویں صدی ہجری بلکہ گزشتہ چودہ صدیوں کی پوری اسلامی تاریخ کے صفِ اول کے محدثین میں ہوتا ہے ۔ وہ آئمہ اربعہؒ مؤلفین صحاح ستة اور دیگر جلیل القدر متقدم علمائے حدیث کے سلسلة الذھب کی ایک اہم کڑی ہیں ۔ علامہ ابن حجر العسقلانیؒ کے جملہ علوم و فنون اور ان کے مقام و مرتبہ کے خصوصی وارث ہیں ۔ وہ ایسے جلیل القدر اور رفیع المنزلت محدث ہیں جن کی عظمت و علمیت کا تمام فقہی مذاہب کے عظیم اور معروف علمائے محدثین نے ان کی حیات ہی میں اعتراف کر لیا اور انہیں شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ۔ مصر و شام کے علاوہ حرمین شریفین میں انہوں نے مختلف اوقات میں طویل عرصہ تک قیام و مجاورت اور درس و تدریس حدیث کی سعادت حاصل کی اور

خر حیات میں ان کو یہ سعادت ملی کہ ۹۰۲ھ میں مدینۃ الرسولؐ ہی میں وفات اور اولین راویانِ حدیث صحابہ کرامؓ کے درمیان امام مالکؒ جیسے عظیم محدث و فقیہ کے جوار میں دفن کئے گئے۔ ایک محدث کی حیثیت سے ان کے مقام و خدمات اور وفات کے بارے میں البدر الطالع میں منقول یہ مختصر اور جامع قول حرف آخر کے طور پر بتکرار درج کرنے کے لائق ہے کہ

"لم یأت بعد الحافظ الذهبی مثله سلک هذا المسلک و بعده مات فن الحدیث واسف الناس علی فقده ولم یخلف بعده مثله ـ"[۳۸]

فهرس المراجع

(۱) ابن ایاس :

بدائع الزهور فی وقائع الدهور أو تاریخ مصر ، مصر (بولاق) : المطبعة الکبری الأمیریة (الطبعة الأولی ۱۳۱۱ھ

(۲) ابن العماد :

شذرات الذهب فی اخبار من ذهب ، القاهرة : مکتبة القدسی ، ۱۳۵۱ھ

(۳) البغدادی ، اسماعیل باشا :

هدیة العارفین ، أسماء المؤلفین و آثار المصنفین

استانبول : مطبعة وکالة المعارف الجلیلة ، ۱۹۵۵م

بیروت : مکتبة المثنی

(۴) حاجی خلیفة ، مصطفی بن عبدالله :

کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون

بیروت : منشورات مکتبة المثنی و استانبول : معارف مطبعه سی ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱م

(٥) الزركلي ، خير الدين : الأعلام

بيروت : موسسة الرسالة (الطبعة الثالثة) ١٣٨٩هـ/١٩٦٩م

(٦) السخاوي ، شمس الدين :

الضوء اللامع لأهل القرن التاسع

القاهرة : مكتبة القدسي ، ١٣٥٣ - ٣٥٥ هـ

(٧) السيوطي ، جلال الدين :

نظم العقيان في أعيان الأعيان ، (حرره الدكتور فيلب حتّي)

نيو يورك : المطبعة السورية الامريكية لصاحبها سلوم مكرزل ١٩٢٧ م

(٨) الشوكاني :

البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع

القاهرة : مطبعة السعادة ، الطبعة الاولى ١٣٤٨هـ

(٩) العيدروسي ، عبدالقادر :

النور السافر عن اخبار القرن العاشر ، (ضبط و تصحيح : محمد رشيد افندى الصفار)

بغداد : المكتبة العربية ، مطبعة الفرات ١٣٥٣هـ/١٩٣٣م

(١٠) كحالة ، عمر رضا :

معجم المولفين ،

بيروت : مكتبة المكتبة المثنى ، داراحياء التراث العربي ، ١٣٧٦هـ/١٩٥٧ م

(١١) سركيس ، يوسف اليان : معجم المطبوعات العربية المعربة

مصر : مطبعة سركيس ، ١٣٤٦هـ/١٩٢٨ م

الحواشي

١- الشوكاني البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع القاهرة مطبعة السعادة ، الطبعة الأولى ، ١٣٤٨ﻫ ، ج ٢ ، ص ١٨٣

٢- عبدالقادر العيدروسى ، النور السافر عن اخبار القرن العاشر (ضبط و تصحيح : محمد رشيد افندى الصفار) بغداد ، المكتبة العربية ، مطبعة الفرات ، ١٣٥٣ﻫ/١٩٣٤ م ، ص ١٩ - ٢٠

٣- ابن العماد ، شذرات الذهب فى اخبار من ذهب ، القاهرة مكتبة القدسى ١٣٥١ﻫ ، ج ٨ ، ص ١٦

٤- ايضاً ، ص ١٥

٥- ايضاً ، ص ١٦

٦- العيدروسى ، النور السافر ، ص ١٨

٧- ابن اياس ، بدائع الزهور فى وقائع الدهور أو تاريخ مصر ، مصر (بولاق) المطبعة الأميرية الكبرى ، الطبعة الاولى ١٣١١ﻫ ، ج ٢ ، ص ٣٢٢ -

٨- العيدروسى ، النور السافر ، ص ٢١

٩- ايضاً

١٠- شمس الدين السخاوى ، الضوء اللامع لأهل القرن التاسع ، القاهرة ، مكتبة القدسى ١٣٥٣ - ١٣٥٥ ، ج ٨ ، ص ٢٠

١١- ايضاً

١٢- ايضاً ، ص ٢٠ - ٢١

١٣- ايضاً ، ص ٢١

١٤- ايضاً

١٥- ايضاً

١٦- ايضاً

١٧- ايضاً ، ص ٢٣

١٨- ايضاً

١٩- ايضاً

٢٠- ايضاً

٢١- ايضاً ، ص ٢٥

٢٢- ايضاً ، ص ٢١

٢٣- ايضاً ، ص ٢٢

٢٤- ايضاً

٢٥- ايضاً ص ٢٣ - ٢٤

٢٦- ايضاً ، ص ٢٤

٢٧- ايضاً ، ص ٢٥

٢٨- العيدروسى ، النور السافر ، ص ١٧ - ١٨

٢٩- تمام اسمائے كتب بحوالہ شمس الدين السخاوى ، الضوء اللامع ، ج ٨ ، ص ١٥ - ١٩ ببعد

٣٠- جلال الدين السيوطى ، نظم العقيان فى أعيان الأعيان (حرره الدكتور فيلب حتى) نيو يورک ، المطبعة السورية لصاحبها سلوم مكرزل ١٩٢٧ م ، ص ١٥٣

٣١- ابن اياس ، تاريخ مصر ، ج ٢ ، ص ٣٢١

٣٢- ابن العماد ، شذرات الذهب ، ج ٨ ، ص ١٧ -

٣٣- حاجى خليفة ، كشف الظنون عن اسامى الكتب و الفنون ، بيروت ، منشورات مكتبة المثنى و استانبول ، معارف مطبعه سى ١٣٦٠ه/١٩٤١ م ، ج ١ ، عمود ١٢٨

٣٤- اسماعيل باشا البغدادى ، هدية العارفين ، أسماء المولفين و آثار المصنفين ، استانبول ، مطبعة وكالة المعارف الجليلة ، ١٩٥٥ م ، بيروت ، مكتبة المثنى ، ج ٢ ، عمود ٢١٩

٣٥- خير الدين الزركلى ، الأعلام ، بيروت ، موسسة الرسالة (الطبعة الثالثة) ١٣٨٩ه/ ١٩٦٩ م ، ج ٧ ، ص ٦٧

٣٦- عمر رضا كحالة ، معجم المولفين ، بيروت ، مكتبة المثنى ، داراحياء التراث العربى ١٣٧٦ه/١٩٥٧ م ، ج ١٠ ، ص ١٥٠

٣٧- يوسف اليان سركيس ، معجم المطبوعات العربية و المعربة ، مصر ، مطبعة سركيس ، ١٣٤٦ه/١٩٢٨ م عمود ١٠١٣

٣٨- الشوكانى ، البدر الطالع ، القاهرة ، مطبعة السعادة ، ١٣٤٨ه ، ج ٢ ، ص ١٨٦ -